نحنُ انصاراللّٰہ

جنوری 2025ء، رجب 1446ھ، صلح 1404ہش
www.nahnuansarullah.ca

پیغام از صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا

پیارے انصار بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی خاص رحمتوں اور برکتوں سے نوازے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ایمان، تقویٰ، اور خدمت دین کے جذبے کو بڑھائے اور آپ کو دنیا و آخرت میں کامیاب کرے۔

الحمد للہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں ایک اور نیا سال نصیب ہو رہا ہے، آپ سب کو یہ نیا سال مبارک ہو۔ اس نئے سال کے آغاز پر ہمیں یہ عہد کرنا چاہیے اور کوشش کرنی چاہیے کہ ہم نے اپنی زندگیوں میں اللہ تعالیٰ کی رضا کو اولین ترجیح دینی ہے۔ جس کے حصول کا بہترین ذریعہ پنجوقتہ نمازیں اور دعائیں ہیں۔ ہمارے پیارے امام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گزشتہ سال ہمیں کئی دعاؤں کی تحریک فرمائی ہے۔ اس لیے، ہمیں ان دعاؤں کو اپنی زندگی کا لازمی حصہ بنانا چاہیے جو ہمارے پیارے امام نے تجویز فرمائی ہیں۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جن تین دعاؤں کی خاص تاکید فرمائی، وہ درج ذیل ہیں۔ ان کو باقاعدگی سے خود پڑھنا اور اپنی اولاد کو پڑھانا اس سال میں ہمارا اولین فرض ہونا چاہیے:

1. سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ۔ — 200 دفعہ
2. اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ — 100 دفعہ
3. رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ۔ — 100 دفعہ

ہمیں یہ عہد کرنا چاہیے کہ ہم اپنی عبادات اور دعاؤں کو بہتر بنائیں گے اور اپنی زندگیوں کو خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں گے۔ ہمیں اپنے پیارے امام کے ارشادات کو غور سے سننا اور ان پر عمل کرنا ہے۔ دعا کے ذریعے ہم اپنی کمزوریوں کو دور کر سکتے ہیں، اپنی مشکلات کا حل پا سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ اس سال کو ہمارے لیے برکتوں، کامیابیوں، اور امن و سکون کا سال بنائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالی بنصر العزیز کے ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں ہمیشہ اپنی حفاظت میں رکھے۔ آمین۔

والسلام

خاکسار

صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا

ISSN 2560-886X (Print) ISSN 2560-8878 (Online) بین الاقوامی اشاعت حوالہ نمبر
editor@ansar.ca / ishaat@ansar.ca / Tel: 905-417-1800 : رابطہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

قال اللہ عزّ وجل

رات کی تاریکی اور دن کی روشنی انسان کی جسمانی ترقی کا ذریعہ ہیں

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَا اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَا اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا

(سورۃ بنی اسرائیل:13)

اور ہم نے رات اور دن دو نشان بنائے ہیں۔ اس طرح پر کہ رات والے نشان کے اثر کو تو ہم نے مٹا دیا اور دن والے نشان کو ہم نے بینائی بخشنے والا بنا دیا تا کہ تم خدا کے فضل کو تلاش کرو اور (آسانی سے) سالوں کی گنتی اور حساب معلوم کرسکو، اور ہم نے ہر ایک چیز کو خوب کھول کھول کر بیان کر دیا ہے۔

تفسیر: حضرت مصلح موعودؓ اس آیت کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں:

اس آیت میں یہ بتلایا گیا ہے کہ نشان دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک ترقی کا نشان ہوتا ہے۔ اور ایک مٹنے کا نشان ہے۔ پس تم ایسے نشان طلب کرو جن کے ذریعہ سے ترقی ہو۔ ایسا نشان نہ مانگو جس سے تم مٹ جاؤ۔ اور ترقی اور تنزل دونوں حالتوں کو روحانیت کے حصول کا ذریعہ بناؤ۔ جس طرح رات جو تاریکی کا نشان ہے۔ اور دن جو روشنی کا نشان ہے۔ دونوں کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری جسمانی ترقی کا ذریعہ بنا دیا ہے نہ تکلیف کے وقتوں میں خدا کو بھولو نہ کامیابی کے وقتوں میں اس کو چھوڑو۔

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 308)

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ يَقُولُ
يَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ فَلَا يَقُولَنَّ اَحَدُكُمْ يَا
خَيْبَةَ الدَّهْرِ فَإِنِّي اَنَا الدَّهْرُ اُقَلِّبُ لَيْلَهُ
وَنَهَارَهُ فَإِذَا شِئْتُ قَبَضْتُهُمَا۔
(صَحِيْحُ مُسْلِم كِتَابُ الْأَلْفَاظِ مِنَ الْأَدَبِ
وَغَيْرِهَا باب النَّهْيُ عَنْ سَبِّ الدَّهْرِ)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے
وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل فرماتا ہے ابن آدم
مجھے تکلیف دیتا ہے وہ کہتا ہے وائے زمانہ کی بدبختی۔ لہذا تم میں سے کوئی ہرگز یہ
نہ کہے وائے زمانہ کی بدبختی کیونکہ زمانہ میں ہی ہوں۔ اس کے رات اور دن
کو میں ادلتا بدلتا ہوں اور میں جب چاہوں گا ان دونوں کو روک لوں گا۔
(صحیح مسلم اردو ترجمہ کے ساتھ جلد دوازدہم۔
مطبوعہ نور فاؤنڈیشن صفحہ 144)

کلام المہدی علیہ السلام

”میں ہر ایک مسلمان کی خدمت میں نصیحتًا کہتا ہوں کہ اسلام کے لئے جاگو کہ اسلام سخت فتنہ میں پڑا ہے۔ اس کی مدد کرو کہ اب یہ غریب ہے اور میں اسی لئے آیا ہوں اور مجھے خدا تعالیٰ نے علیم قرآن بخشا ہے اور حقائق معارف اپنی کتاب کے میرے پر کھولے ہیں اور خوارق مجھے عطا کئے ہیں سو میری طرف آؤ تا اس نعمت سے تم بھی حصہ پاؤ۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ کیا ضرور نہ تھا کہ ایسی عظیم الفتن صدی کے سر پر جس کی کھلی کھلی آفات ہیں ایک مجدد کھلے کھلے دعویٰ کے ساتھ آتا۔ سو عنقریب میرے کاموں کے ساتھ تم مجھے شناخت کرو گے ہر ایک جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا اس وقت کے علماء کی ناسمجھی اس کی سد راہ ہوئی۔ آخر جب وہ پہچانا گیا تو اپنے کاموں سے پہچانا گیا کہ تلخ درخت شیریں پھل نہیں لا سکتا اور خدا غیر کو وہ برکتیں نہیں دیتا جو خاصوں کو دی جاتی ہیں۔ اے لوگو! اسلام نہایت ضعیف ہو گیا ہے اور اعداء دین کا چاروں طرف سے محاصرہ ہے اور تین ہزار سے زیادہ مجموعہ اعتراضات کا ہو گیا ہے۔ ایسے وقت میں ہمدردی سے اپنا ایمان دکھاؤ۔ اور مردان خدا میں جگہ پاؤ۔ والسلام علی من اتبع الہدی۔“

(برکات الدعاء - روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 36،37)

کلام الامام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

خود ہمیں اپنے اندر جھانکنا ہو گا کہ کس قسم کے انصار اللہ ہم ہیں

”اگر ہمارا نعرہ نَحۡنُ اَنۡصَارُاللّٰہ کا ہے تو اپنے نفس کو پہلے پاک صاف کرنا ہو گا تا کہ پھر اس مسیح موعودؑ کے مددگار بن کر دنیا کو برائیوں اور شرک سے پاک کریں اور خدائے واحد کے نور سے دلوں کو منور کریں جس کو اللہ تعالیٰ نے اس مقصد کے لیے مبعوث فرمایا ہے لیکن اگر ہمارے اپنے ہی دل دنیا کی گندگیوں اور غلاظتوں اور لالچوں میں پڑے ہوئے ہیں تو پھر ہم دنیا کی کس طرح اصلاح کر سکتے ہیں۔ پس اب مامورِ زمانہ کے ساتھ جڑ کر انصار اللہ کا اصل کام یہ ہے کہ دنیا کو خدائے واحد کے آگے جھکانا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانا۔

پس اس کے لیے خود ہمیں اپنے اندر جھانکنا ہو گا کہ کس قسم کے انصار اللہ ہم ہیں۔ اپنے اندرونی جائزے لینے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”میری جماعت سمجھ لے کہ وہ میرے پاس آئے ہیں اسی لئے کہ تخم ریزی کی جاوے جس سے وہ پھلدار درخت ہو جاوے۔“ پس ہر ایک اپنے اندر غور کرے کہ اس کا اندرونہ کیسا ہے اور اس کی باطنی حالت کیسی ہے۔ فرمایا ”......اگر ہماری جماعت بھی خدانخواستہ ایسی ہے کہ اس کی زبان پر کچھ ہے اور دل میں کچھ ہے تو پھر خاتمہ بالخیر نہ ہو گا۔ “اس عمر کو پہنچ کے خاتمہ بالخیر کی بھی فکر ہوتی ہے۔ فرمایا اگر زبان پر کچھ ہے اور دل میں کچھ ہے تو خاتمہ بالخیر نہ ہو گا۔ فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ جب دیکھتا ہے کہ ایک جماعت جو دل سے خالی ہے اور زبانی دعوے کرتی ہے۔ وہ غنی ہے وہ پرواہ نہیں کرتا۔“ (ملفوظات جلد1 صفحہ 11 ایڈیشن 1984ء)

پس ہم حقیقی انصار اس وقت بن سکتے ہیں جب عمدہ بیج بنیں اور عمدہ بیج بننے کے لیے اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں پر چلنا اور زمانے کے امام اور مامور کی کامل پیروی

> پس اب مامورِ زمانہ کے ساتھ جڑ کر انصار اللہ کا اصل کام یہ ہے کہ دنیا کو خدائے واحد کے آگے جھکانا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانا۔

اور اطاعت کرنا ضروری ہے اور جب یہ ہو گا تو پھر ہم اس بیج کے وہ پھل دار درخت ہوں گے جو دنیا کو نیکیوں کے پھل کھلانے والے ہوں گے۔ ہمارے قول و فعل کا ایک ہونا جہاں ہمیں اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والا ہو گا وہاں ہماری نسل کی اصلاح کا بھی ذریعہ ہو گا اور ہمیں یہ تسلی ہو گی کہ ہم اپنی نسلوں میں بھی تقویٰ اور نیکی کی جڑ لگا کر جا رہے ہیں۔ وہ پیوند لگا کر جا رہے ہیں جس سے اگلی نسل بھی خدا تعالیٰ کے ساتھ جڑ کر وہ پھل دار درخت بنیں گے جن پر نیکیوں کے پھل لگتے ہیں۔ اسی طرح دنیا کو بھی خدائے واحد کی طرف لانے والے بنیں گے تا کہ مامور زمانہ کے حقیقی انصار بن سکیں۔“

(اختتامی خطاب امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ، یوکے 2022ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل مورخہ 2/ نومبر 2022ء)

فارسی منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دنیا کی فکر میں دل کو مصروف رکھنا آخرت کے کاموں سے (انسان کو) باز رکھتا ہے

آہ صد آہ رفت عمر بباد
نفس بد کیش ما نشد منقاد

افسوس صد افسوس کہ عمر برباد ہو گئی۔ مگر ہمارا بد سرشت نفس مطیع نہ ہوا

ہیچ دشمن بدشمنے نکند
آنچہ کردیم ما بخود بیداد

دشمن بھی دشمن کے ساتھ وہ نہیں کرتا جو ظلم ہم نے آپ اپنے اوپر کیا

کافران مردگان دل باشند
بر نیاید ز مردگان فریاد

کافر دل کے مردے ہوتے ہیں اور مردے فریاد نہیں کیا کرتے

دل نہادن بفکرت دنیا
باز دارد ز کاربائے معاد

دنیا کی فکر میں دل کو مصروف رکھنا آخرت کے کاموں سے (انسان کو) باز رکھتا ہے

شخص دنیا پرست در دنیا
چند روزے بسر کند دلشاد

دنیا پرست شخص دنیا میں چند روز ہی خوشی کے بسر کرتا ہے

فضل حق باید و ریاضت سخت
تا بر آید ز کذب و شر و فساد

خدا کے فضل اور سخت مجاہدے ہی سے انسان جھوٹ شرارت اور فساد سے نجات پا سکتا ہے

ہر کہ از شرّ نفس خویش برست
گنہش طاعت است و جورش داد

جو اپنے نفس کی شرارتوں سے بچ گیا اس کا گناہ بھی طاعت ہے اور اس کی سختی بھی انصاف ہے

(درثمین فارسی حصہ دوم صفحہ 567، 568)

مبلغین اسلام احمدیت

حضرت چودھری فتح محمد سیال صاحب
رضی اللہ عنہ۔ مبلغ انگلستان

حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحب رضی اللہ عنہ ولد حضرت چوہدری نظام الدین صاحب رضی اللہ عنہ 1887ء میں بمقام جوڑہ کلاں ضلع قصور میں پیدا ہوئے۔ 1899ء میں اپنے والد صاحب کی معیت میں قادیان آئے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی۔ حضور علیہ السلام نے 1907ء میں وقف زندگی کی تحریک فرمائی تو آپ اولین لبیک کہنے والوں میں سے ہوئے اور پھر ہمہ تن دینی خدمت میں مصروف ہو گئے۔ آپ نے 1910ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے اور 1912ء میں علی گڑھ کالج سے ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔ اُس زمانے میں اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں کے لیے ملازمت مل جانا کوئی مشکل امر نہ تھا لیکن آپ نے سرکاری ملازمت کے حصول کے لیے کوئی خواہش یا کوشش نہیں کی بلکہ اپنا عہد وقف نبھاتے ہوئے اپنی زندگی خدمت دین کے لیے وقف کر دی چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے تحریک فرمائی کہ ہمیں لنڈن مشن کے لیے ایک مبلغ کی ضرورت ہے جس پر آپ نے اور حضرت مولوی محمد الدین صاحب نے اپنا نام پیش کیا۔ بہر کیف حضرت خلیفہ اولؓ نے آپ کو انگلستان جانے کی ہدایت فرمائی اور آپ مورخہ 28/جون 1913ء کو قادیان سے روانہ ہو کر انگلستان پہنچے۔ ابتداء میں جناب خواجہ کمال الدین صاحب کے ساتھ ہی تھے لیکن خلافت ثانیہ کے آغاز میں ہی اُن کی خلافت سے علیحدگی کی وجہ سے اپریل 1914ء میں ووکنگ چھوڑ کر لندن میں کرائے کا مکان لے کر تبلیغ اسلام کا کام شروع کر دیا۔ اس بارے میں آپ بیان فرماتے ہیں ”.... کہ ان کے ساتھ مل کر کام کرنا دشوار تھا، آخر میں الگ ہوا اور میری مضطرانہ دعاؤں کے جواب میں ایک صبح.... میں نے عالم بیداری میں یہ آواز زور سے سنی کہ میاں محمود کی بیعت پشاور سے لے کر بہار تک کے لوگ کر لیں گے اور پھر آواز آئی اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔“ (الفضل 4/اپریل 1916ء صفحہ 19)

انگلستان میں تبلیغ اسلام کے حوالے سے آپ کی بعض رپورٹیں اُس دور کے الفضل میں شائع شدہ ہیں، مثلاً ایک مرتبہ آپ نے انگلستان کے جنوب مشرقی حصے کا تبلیغی سفر کیا، اسی علاقے کے ایک شہر Folkstone سے لکھا گیا آپ کا خط اخبار الفضل 8/جون 1915ء میں شائع شدہ ہے جس میں آپ ایک دہریہ اور ایک یہودی کے مشرف باسلام ہونے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ انگلستان کے علاوہ بذریعہ خط وکتابت قریبی ممالک میں بھی تبلیغ کی، مثلاً 1915ء میں ایک مختصر تبلیغی ٹریکٹ Prophecies that men should know کا فرانسیسی ترجمہ کر کے دو ہزار کاپیاں فرانس بھجیں۔ (الفضل 15/اگست 1915ء صفحہ 7 کالم 3)

آپ کے ہوتے ہی حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحب رضی اللہ عنہ آپ کی معاونت کے لیے انگلستان پہنچے۔ آپ 5/فروری 1916ء کو لندن سے عازم قادیان ہوئے اور 29/مارچ 1916ء کو قادیان پہنچے۔ آپ قادیان واپسی کی تیاری کر رہے تھے تو حضرت مفتی فضل الرحمٰن صاحب بھیرویؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ حضور! اگر حکم ہو تو چودھری صاحبؓ کو تار دیا جاوے کہ آپ افریقہ کے اوپر کے راستے سے آویں کیونکہ سویز (Suez) کا راستہ مخدوش ہو رہا ہے۔ حضورؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے ایک بندہ کی خاطر تمام جہاز کو امن میں رکھ سکتا ہے۔ (الفضل 26/جنوری 1916ء صفحہ 1) بہر کیف آپ جنوبی افریقہ سے ہوتے ہوئے انڈیا آئے۔ جنوبی افریقہ میں کیپ ٹاؤن اور ڈربن

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی سفر یورپ 1924ء کے موقع پر ایک یادگار گروپ فوٹو

بھی تشریف لے گئے اور وہاں ہندوستانیوں کی مشکلات کا بھی موقع پر جاکر مطالعہ کیا۔

اس کے بعد جولائی 1919ء میں آپ پھر حسب الحکم خلیفۃ المسیح حضرت مولانا عبدالرحیم نیر صاحبؓ کی معیت میں تبلیغ اسلام کے لیے انگلستان گئے اور 6/اگست 1919ء کو لندن پہنچ کر گذشتہ تجربہ و روابط کی بنا پر تبلیغ کا کام مزید وسعتوں کے ساتھ شروع کیا۔ آپ نے پیرس (فرانس) کا بھی کامیاب دورہ کیا۔ (الفضل 30 اگست 1920ء صفحہ 6) انگلینڈ میں ایک نومسلم اخویم کوریو کے صاحبزادہ کا جنم دن تھا، اس موقع پر آپ نے اس نوجوان کو مکرم عبداللہ دین صاحب کی مرتب کردہ کتاب Ahmad بطور تحفہ سالگرہ دی۔ (الفضل 26/اپریل 1920ء صفحہ 8)

اگست 1920ء میں ہی لندن کے علاقے Putney, Southfields میں مسجد کے لیے زمین خریدی گئی جس میں علاوہ سکنی مکان کے ایک ایکڑ سے کچھ زائد رقبہ میں ثمرور درختوں کا باغ تھا۔ (الفضل 20 ستمبر 1920ء صفحہ 2 کالم 3) اس خوشی کی خبر ملنے پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ جو کہ اُس وقت سفر ڈلہوزی پر تھے، ڈلہوزی کے مضافاتی خوبصورت علاقے Dainkund میں اس خوشی میں جلسہ کیا اور اپنی مشہور نظم ''تیری محبت میں میرے پیارے ہر ایک مصیبت اٹھائیں گے ہم'' سے حاضرین کو محظوظ فرمایا۔ (الفضل 16 ستمبر 1920ء صفحہ 2) بہرحال حضرت چودھری صاحب ستمبر 1921ء میں قادیان واپس آ گئے۔

1922ء میں جب تحریک شدھی نے سر اٹھایا تو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی دینی غیرت و حمیت نے اس کے انسداد کا کامیاب منصوبہ بناتے ہوئے مجاہدین احمدیت کو شدھی کے علاقے میں روانہ فرمایا اور حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحب رضی اللہ عنہ کو امیر المجاہدین مقرر فرمایا، حضرت خلیفۃ المسیحؓ کی زیر ہدایت تحریک شدھی کی روک تھام کے لیے بھی آپ نے بھرپور خدمات سرانجام دیں۔

اس کے بعد حضورؓ کے سفر یورپ 1924ء میں آپ کو حضورؓ کی معیت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ تین دفعہ یورپ تشریف لے گئے، ان سفروں کے دوران عرب، فلسطین، دمشق وغیرہ کے علاوہ جنوبی افریقہ میں کیپ ٹاؤن اور ڈربن بھی تشریف لے گئے چنانچہ 1916ء میں ڈربن اور کیپ ٹاؤن میں ہندوستان کی مشکلات کا موقع پر جاکر مطالعہ کیا۔ انہی سفروں کے دوران اللہ تعالیٰ نے آپ کو حج بیت اللہ کی بھی توفیق عطا فرمائی۔ (الفضل 20/نومبر 1936ء صفحہ 2)

قادیان میں آپ کو بطور ناظر دعوت و تبلیغ اور ناظر اعلیٰ کے ممتاز عہدوں پر خدمت دین کی توفیق ملی۔ تقسیم ملک کے وقت ستمبر 1947ء میں آپ کو قادیان میں گرفتار کرلیا گیا اور گورداسپور اور جالندھر میں اپنے دوسرے قیدی ساتھیوں کے ساتھ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں بالآخر اپریل 1948ء میں جالندھر سے لاہور سنٹرل جیل منتقل ہوئے اور یہیں سے رہا کیے گئے۔ (تاریخ احمدیت جلد 20 صفحہ 781، 780) ربوہ میں بھی آپ کو بطور ناظر اصلاح و ارشاد اور نگران اعلیٰ مقامی اصلاح و ارشاد خدمت کا موقع ملا۔ غرضیکہ شروع زندگی سے لے کر آخری دم تک اخلاص و وفا کے ساتھ خدمت دین میں لگے رہے۔ خلافت کے نہایت مطیع اور فرمانبردار تھے۔ آپ نے 28/فروری 1960ء کو وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔ آپ کی وفات پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے حسب ذیل

اسلام کا ایک بہادر مجاہد ہم سے جدا ہو گیا

چودھری فتح محمد صاحب سیال کی المناک وفات

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی ربوہ

نوٹ تحریر فرمایا:

”چوہدری فتح محمد صاحب سیال فوت ہوگئے ہیں، انا للہ و انا الیہ راجعون۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ رات کے وقت تار دینے کی ضرورت پڑی تو ان کو ہی بٹالہ بھجوادیا کرتے تھے۔ جب خواجہ صاحب کو انگلستان میں مشکلات پیش آئیں تو حضرت خلیفہ اولؓ نے ان کو ان کی مدد کے لئے بھجوایا تھا۔ ڈاکٹر عبید اللہ صاحب امرتسری نے واپس آ کر ان کی بڑی تعریف کی کہ بہت صالح آدمی ہیں۔ جب میں نے تشحیذ الاذہان جاری کیا تو جن لوگوں نے ابتدا میں میری مدد کی، ان میں یہ بھی شامل تھے۔ ملکانہ تحریک ساری انہوں نے چلائی تھی..... بچپن سے میرے ساتھ کام کیا۔ مجھے افسوس ہے کہ وفات کے وقت مجھے پتہ بھی نہ لگا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور اس کے فرشتے ان کو لینے کے لئے آگے آئیں اور خدا تعالیٰ کی برکتیں ہمیشہ ان پر اور ان کے خاندان پر نازل ہوتی رہیں.....“ (الفضل 2/مارچ 1960ء صفحہ 1)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ نے لکھا:

”..... چوہدری صاحب ایک بڑے مجاہد اور نڈر اور بہادر مبلغ ہونے کے علاوہ تہجد گزار اور نوافل کے پابند اور دعاؤں میں بہت شغف رکھنے والے بزرگ تھے اور صاحب کشف و رؤیا بھی تھے۔ میں جن دوستوں اور بزرگوں کو عموماً دعا کے لیے لکھا کرتا تھا، ان میں چوہدری صاحب مرحوم کا نام بھی شامل تھا۔ مجھے اس مخلص اور بے ریا اور وفادار بھائی کی وفات کا بڑا صدمہ ہے....“

حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحبؓ نے ذکر خیر کرتے ہوئے لکھا:

”..... آپ نے اپنے عمل سے ثابت کر دکھایا کہ آپ واقعی سلسلہ کے بہادر سپاہی اور جرنیل تھے ..... ماتحت کام کرنے والے تو کام کرنے والی جماعتوں میں بہت ہوتے ہیں لیکن جرنیلوں کا ملنا مشکل ہوتا ہے اور فتح نصیب جرنیل تو اور بھی مشکل سے ملتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت چوہدری صاحب کو اسم بامسمیٰ بنایا تھا۔ یہ الٰہی تصرف معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا نام بھی فتح محمد رکھا گیا اور میدان ہائے کارزار میں بھی فتح مندی کا سہرا آپ کو نصیب ہوا۔“

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”.... جو آپس میں حسد کرتے ہیں ان کے لئے خطرہ ہے کہ دین سے گزر جائیں اور ان لوگوں میں شامل ہو جائیں جن پر باقی جماعت کبھی حسد نہیں کرے گی۔ یہ رفتہ رفتہ سرکنے کا جو رستہ ہے اس کا مجھے خطرہ ہے اور اسی کے لئے میں آپ کو متنبہ کر رہا ہوں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے حسد نیکیوں کو بھسم کر دیتا ہے۔ پس جو لوگ کسی احمدی کے مال پر حسد کریں، اس کی بعض خوبیوں پر حسد کریں، اس کے بعض عہدوں پر حسد کریں یہ دیکھا گیا ہے کہ لازماً اس حسد کے نتیجے میں ان کی نیکی مٹتی جاتی ہے اور وہ جلن میں آ کر جھوٹ بولنا شروع کر دیتے ہیں، فرضی باتیں اس کی طرف منسوب کرنے لگ جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کی نیکیوں کو بھی ٹیڑھی نظر سے دیکھ کر نئے غلط نتیجے نکالتے ہیں پس اس سے کلیۃً توبہ کر لیں....“

(خطبہ جمعہ 17/اپریل 1998ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 5/جون 1998ء صفحہ 9)

انسانی صحت اور پانی کا استعمال

پانی قدرت کا وہ انمول تحفہ ہے جو زمین پر زندگی کو ممکن بناتا ہے۔ یہ انسانی صحت کے لیے نہایت ضروری عنصر ہے پانی نہ صرف ہمارے جسم کے نظام کو درست رکھتا ہے بلکہ ہماری مجموعی صحت کی بنیاد ہے۔ انسانی جسم کا تقریباً 60 فیصد حصہ پانی پر مشتمل ہوتا ہے، اور یہ ہر خلیے، ہر عضو، اور ہر نظام کی کارکردگی کے لیے لازمی ہے۔

پانی انسانی جسم کے ہر عمل کے لیے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ خون کی روانی، غذائی اجزاء کی ترسیل، زہریلے مواد کے اخراج، اور جسمانی درجہ حرارت کو برقرار رکھنے کے لیے ناگزیر ہے۔ یہ نظام ہاضمہ کے لیے نہایت اہم ہے۔ یہ کھانے کو نرم کرنے اور معدے میں موجود خامروں کے ساتھ مل کر خوراک کو ہضم کرنے میں مدد دیتا ہے۔ پانی کی کمی سے قبض جیسے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں، جو طویل المدتی صحت کے لیے نقصان دہ ہیں۔ پانی گردوں کے ذریعے زہریلے مواد کو خارج کرنے میں مدد دیتا ہے۔ پیشاب کے ذریعے جسم سے نقصان دہ اجزاء کا اخراج ممکن ہوتا ہے، جو صحت مند گردوں اور جسمانی نظام کے لیے ضروری ہے۔ اسی طرح پانی جسمانی درجہ حرارت کو متوازن رکھنے میں مدد دیتا ہے۔ پسینے کے ذریعے جسم کی گرمی کم ہوتی ہے، جو گرمی کے موسم میں جسم کو گرمی کے اثرات سے محفوظ رکھتا ہے۔ انسانی دماغ میں تقریباً 73 فیصد پانی ہوتا ہے، اور پانی کی کمی دماغی افعال کو متاثر کر سکتی ہے۔ پانی کی مناسب مقدار پینے سے دماغی تروتازگی، یادداشت، اور ارتکاز میں بہتری آتی ہے۔

پانی کے فوائد:

پانی بھوک کو کم کرتا ہے اور میٹابولزم کو بہتر بناتا ہے، جو وزن کم کرنے میں معاون ہے۔ کھانے سے پہلے پانی پینے سے پیٹ بھرنے کا احساس ہوتا ہے اور اضافی خوراک سے بچا جا سکتا ہے۔ پانی قوت مدافعت کو مضبوط کرتا ہے، زہریلے مواد کو خارج کرتا ہے، اور جسم کو بیماریوں سے بچاتا ہے۔
انی ورزش کے دوران جسم کو ہائیڈریٹ رکھتا ہے، جس سے ک
ارکردگی بہتر ہوتی ہے اور تھکن کم محسوس ہوتی ہے۔

ایک صحت مند انسان کو روزانہ تقریباً 8 سے 10 گلاس پانی پینا چاہیے۔ تاہم، یہ مقدار عمر، موسم، اور جسمانی سرگرمیوں کے لحاظ سے مختلف ہو سکتی ہے۔ زیادہ محنت والے کام یا گرم موسم میں زیادہ پانی پینا ضروری ہے۔

پانی کی کمی کے اثرات:

پانی کی کمی یا ڈی ہائیڈریشن انسانی جسم کے لیے خطرناک ہو سکتی ہے۔
پانی کی کمی جسمانی توانائی کو کم کر دیتی ہے، جس سے تھکن اور کمزوری کا سامنا ہوتا ہے۔ جلد کو خشک اور بے رونق بنا دیتی ہے۔ جلد کی لچک متاثر ہوتی ہے، اور جھریاں نمایاں ہو سکتی ہیں۔ گردوں کو پانی کی مناسب مقدار کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ جسم سے زہریلے مادے خارج کر سکیں۔ پانی کی کمی گردوں میں پتھری اور دیگر مسائل پیدا کر سکتی ہے۔ پانی کی کمی خون کو گاڑھا بنا دیتی ہے، جس سے دل کو خون پمپ کرنے میں دشواری ہوتی ہے۔
یہ بلڈ پریشر میں اضافے اور دل کی بیماریوں کا باعث بن سکتی ہے۔

گوڈریچ، اونٹاریو: کینیڈا کا سب سے خوبصورت قصبہ

گوڈریچ (Goderich)، کینیڈا کے صوبہ اونٹاریو (Ontario) میں ایک دلکش اور خوبصورت قصبہ ہے، جو ہورون کاؤنٹی (Huron County) کا مرکز بھی ہے۔ یہ قصبہ 1827 میں جان گالٹ اور ولیم "ٹائیگر" ڈنلوپ نے قائم کیا۔ 1828 میں اس کا نام اُس وقت کے برطانوی وزیرِ اعظم فریڈرک جان رابنسن کے ٹائیٹل وسکاؤنٹ گوڈریچ (Viscount Goderich) پر رکھا گیا۔ 1850 میں اسے قصبے کا درجہ دیا گیا۔

آبادی اور رقبہ: 2016ء کی مردم شماری کے مطابق، گوڈریچ کی آبادی 7,628 افراد پر مشتمل تھی اور اس کا کل رقبہ 8.64 مربع کلومیٹر ہے۔ یہ قصبہ جھیل ہورون کے مشرقی کنارے پر واقع ہے اور یہاں کے شاندار غروبِ آفتاب کے مناظر دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ملکہ الزبتھ دوم نے گوڈریچ کو "کینیڈا کا سب سے خوبصورت قصبہ" کہا تھا۔

قدرتی خوبصورتی اور سیاحت: گوڈریچ جھیل ہورون کے کنارے اپنی منفرد قدرتی خوبصورتی کے لیے جانا جاتا ہے۔ یہاں کی مشہور سیاحتی سرگرمیوں میں کشتی رانی، سوئمنگ، اور جھیل کے شفاف نیلے پانیوں کے ساتھ جھیل کے ساحل پر چہل قدمی شامل ہیں۔ جھیل کے کنارے موجود کئی پارکس اور پکنک مقامات بہترین تفریح فراہم کرتے ہیں۔ خاص طور پر سن سیٹ پارک، جہاں سے غروبِ آفتاب کا منظر نہایت دلکش دکھائی دیتا ہے، سیاحوں میں بے حد مقبول ہے۔ یہاں کے مغربی حصے میں جھیل کے نظارے اور سورج کے غروب ہونے کے مناظر سیاحوں کے لیے بڑی کشش کا باعث ہیں۔ قصبہ ہر سال "کمیونیٹیز ان بلوم" مقابلے میں حصہ لیتا ہے اور کئی ایوارڈز جیت چکا ہے۔ 2012 میں، گوڈریچ نے اس مقابلے میں قومی فائنلسٹ کا اعزاز حاصل کیا۔

تاریخی پس منظر: گوڈریچ کی تاریخ کینیڈا کمپنی کے ہورون ٹریکٹ سے جڑی ہوئی ہے، جو 1826 میں حکومت نے چِپوا (Chippewa) فرسٹ نیشن سے خریدا تھا۔ 1827 میں، جان گالٹ کی سربراہی میں اس علاقے کی ترقی کا آغاز ہوا۔ ولیم "ٹائیگر" ڈنلوپ نے یہاں ایک چھوٹا لاگ کیبن (Log Cabin) بنایا، جسے بعد میں "دی کاسل" کہا جانے لگا۔ 1846ء میں، گوڈریچ ایک فعال بندرگاہ کے طور پر ابھرا، جہاں ایک لائٹ ہاؤس بھی تعمیر کیا جا رہا تھا۔ 1850ء تک، قصبے کی آبادی 1,000 تک پہنچ گئی۔ اس وقت غلہ کی تجارت اور جہاز سازی عروج پر تھی۔

نمک کی صنعت: گوڈریچ کی نمک کی صنعت یہاں کی معیشت کا ایک اہم حصہ ہے۔ 1866 میں، سامویل پلیٹ نے پہلی بار یہاں نمک کی کان دریافت کی۔ یہ کانیں سطح سے تقریباً 300 میٹر نیچے ہیں اور جھیل ہورون کے نیچے تقریباً 7 مربع کلومیٹر تک پھیلی ہوئی ہیں۔ یہ دنیا کی سب سے بڑی زیرِ زمین نمک کی کانوں میں شامل ہیں۔

تاریخی عمارتیں اور مقامات: گوڈریچ میں کئی تاریخی عمارتیں موجود ہیں، جن میں سے زیادہ تر کو سرکاری طور پر تاریخی ورثہ قرار دیا گیا ہے۔ ان میں ہورون کاؤنٹی کورٹ ہاؤس قابل ذکر ہے، جو اپنی منفرد طرز تعمیر کی وجہ سے مشہور ہے۔ اس کے علاوہ گوڈریچ کا لائٹ ہاؤس، جو 1847 میں تعمیر ہوا، کینیڈا کے قدیم ترین لائٹ ہاؤسز میں سے ایک ہے۔ "دی کاسل"، جو ولیم "ٹائیگر" ڈنلوپ کی قیام گاہ تھی، بھی ایک اہم تاریخی مقام ہے، جو قصبے کے ابتدائی دنوں کی یاد دلاتا ہے۔ قصبے کے وسط میں ایک آٹھ کونوں والا چوراہا، "دی اسکوائر"، واقع ہے، جہاں ہورون کاؤنٹی کا کورٹ ہاؤس بھی موجود ہے۔

موسم: گوڈریچ میں سردیوں کے دوران درجہ حرارت اکثر نقطہ انجماد سے نیچے چلا جاتا ہے، جبکہ گرمیوں میں موسم خوشگوار ہوتا ہے۔ سالانہ بارش کا اوسط 925.7 ملی میٹر ہے، جبکہ برف باری کا اوسط 277.2 سینٹی میٹر ہے۔

ہائیکنگ ٹریلز: گوڈریچ کے آس پاس مختلف خوبصورت ہائیکنگ ٹریلز موجود ہیں جو قدرتی مناظر، جھیل کے کنارے کے نظارے، اور جنگلاتی علاقوں سے بھرپور ہیں۔ یہ ٹریلز نہ صرف سیاحوں بلکہ مقامی لوگوں کے لیے بھی مقبول ہیں جو فطرت کے قریب وقت گزارنا چاہتے ہیں۔ یہاں چند مشہور ٹریلز کا تعارف پیش ہے:

میٹ لینڈ ٹریل (Maitland Trail): میٹ لینڈ ٹریل گوڈریچ کے قریب سب سے مشہور ہائیکنگ ٹریل ہے۔ یہ ٹریل میٹ لینڈ دریا کے ساتھ ساتھ گزرتی ہے اور 50 کلومیٹر طویل ہے۔ یہ نئے ہائیکرز اور تجربہ کار افراد دونوں کے لیے موزوں ہیں۔

سارنیا-گوڈریچ ریلوے ٹریل (Sarnia-Goderich Rail Trail): یہ ایک پرانا ریلوے ٹریک ہے جسے ہائیکنگ اور بائیکنگ کے لیے موزوں بنایا گیا ہے۔ ٹریل جھیل ہورون کے کنارے کے قریب سے گزرتی ہے اور آرام دہ سفر فراہم کرتی ہے۔ اس کی لمبائی تقریباً 127 کلومیٹر ہے۔

گوڈریچ ٹو سالٹفورڈ ٹریل (Goderich to Saltford Trail): یہ ایک مختصر مگر خوبصورت ٹریل ہے جو گوڈریچ سے قریب سالٹفورڈ کے گاؤں تک جاتی ہے۔ اس کی لمبائی تقریباً 4 کلومیٹر ہے۔ اس ٹریل میں ایک خوبصورت اور تاریخی پل بھی ہے جو میٹ لینڈ دریا عبور کرنے کے لیے بنایا گیا ہے۔

مینیسٹنگ کلف ٹریل (Menesetung Cliffs Trail): یہ ٹریل ایک قدرتی مقام پر واقع ہے جو میٹ لینڈ دریا اور جھیل ہورون کے شاندار نظارے پیش کرتا ہے۔ اس کی لمبائی تقریباً 3 کلومیٹر ہے

گوڈریچ بورڈواک (Goderich Boardwalk): یہ ٹریل گوڈریچ کے ساحل کے ساتھ جھیل ہورون کے کنارے بنی ہوئی ہے اور مختصر واک کے لیے بہترین ہے۔ اس کی لمبائی تقریباً 1.5 کلومیٹر جو بچوں اور بزرگوں کے لیے موزوں ہے۔

بے فیلڈ ٹریل (Bayfield River Trail): یہ ٹریل گوڈریچ کے قریب واقع ہے اور قدرتی دریا کے کنارے ہائیکنگ کے شوقین افراد کے لیے بہترین ہے۔ اس کی لمبائی تقریباً 2 کلومیٹر ہے۔

یہ ٹریلز گوڈریچ اور اس کے آس پاس کی فطری خوبصورتی کو دیکھنے کا بہترین موقع فراہم کرتے ہیں۔ اگر تو آپ گریٹر ٹورانٹو ایریا (GTA) میں رہائش پذیر ہیں تو آپ دو سے تین گھنٹے کی ڈرائیو کر کے اس خوبصورت شہر اور ٹریلز سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔

زاوية العرب

آية قرآنية

عن التعامل مع اليتيم

فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ

(الضحى:10)

حديث شريف

عن فضائل رعاية اليتيم

{حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي عَتَّابٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "خَيْرُ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُحْسَنُ إِلَيْهِ، وَشَرُّ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُسَاءُ إِلَيْهِ}

(سنن ابن ماجه، كتاب الأدب)

من كلام الامام " آداب الأمانة ومال اليتيم"

"قال تعالى: إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا

(النساء:11)

فانظروا كم من آداب الأمانة بينها الله تعالى ههنا! فالأمانة الحقيقية هي تلك التي تستوفي جميعَ هذه الشروط .. وإلا فإن الأمانة التي لا تُراعى فيها جميعُ هذه الشروط بحذر تام، لا بُد من أن تتسرب إليها أنواع الخيانات الخفية".

(فلسفة تعاليم الاسلام)

في رحاب التفسير

من التفسير الكبير
لحضرة الحاج مرزا بشير الدين محمود احمد الخليفة الثاني للمسيح الموعود عليه السلام

{ وَاَوۡفُوا الۡكَيۡلَ اِذَا كِلۡتُمۡ وَزِنُوۡا بِالۡقِسۡطَاسِ الۡمُسۡتَقِيۡمِ ذٰلِكَ خَيۡرٌ وَّاَحۡسَنُ تَاۡوِيۡلًا }(الاسراء:36)

شرح الكلمات: الكيل: كالَ الطعامَ كيلاً واكتالَه بمعنى واحد. واكتالوا على الناس أي اكتالوا منهم لأنفسهم. قال ثعلب معناه: مِن الناس. وقال غيره: اكتلتُ عليه أخذتُ منه. يقال: كال المعطي واكتال الآخذ، وكالَه طعامًا وكالَ له. والكيل والمِكْيَل: ما كِيلَ به، حديدًا كان أو خشبًا. وكالَ الدراهم: وَزَنَها. كل ما وُزِنَ فقد كيل (التاج).

القِسطاس: الميزانُ، وأَقْوَمُ الموازين. وقيل: هو ميزان العدل (الأقرب).

التفسير: في الآية السالفة أوصانا اللّٰه - سبحانه وتعالى - بأداء الحقوق، وهنا أيضًا قد آتانا أمرًا مماثلاً لما سبق، وقال: كما قد أمرناكم برد أموال اليتامى إليهم، كذلك نأمركم بردّ الحقوق لأصحابها في المعاملات الأخرى التي تتم بينكم.

ونبه بقوله تعالى {ذلك خيرٌ وأحسنُ تأويلاً} على أن هذا العمل خير لكم دِينًا ودُنيا. ذلك أن التاجر الذي يعلَم الناسُ أنه ينقص المكيال لا بد أن تصاب تجارته بالكساد في نهاية المطاف. وكذلك الحال بالنسبة للأمة التي لا تراعي الصدق والسداد في معاملاتها

العام الجديد

"... إن أهل الدنيا –سواء كانوا مسلمين أو غيرهم- يقضون أيامهم وشهورهم وأعوامهم في اللّٰه واللعب والصياح والصراخ. وحين يبدأ العام الجديد في 1 يناير ما الذي لا يفعله أهل الدنيا، أي ضجة لا تُثار في الليلة الكائنة بين 13 ديسمبر و1 يناير في البلاد الغربية خصوصا وفي البلاد الأخرى عموما، فإنهم يسهرون إلى منتصف الليل بل طول الليل لمجرد إثارةِ الشغب وشربِ الكحول والتمتع بالرقص والغناء، يعني يُنهون العام الماضي باللغو والهراء ويبدؤون العام الجديد أيضا باللغو والهراء.

قد أصبح معظم الناس في الدنيا عميانا لذا لا يمكن أن تصل نظرتهم حيث يمكن أن تصل أو ينبغي أن تصل نظرة المؤمن. ومن شأن المؤمن ألّا يتجنب اللغو ويظهر البراءة منه فحسب بل يحاسب نفسه ويتفكر أنه جاء في حياته عام ومضَى، فماذا أعطانا وماذا أخذ منا؟ ماذا خسرنا وماذا نِلنا؟ وهل ينظر المؤمن إلى الخسارة أو النفع الدنيوي؟ أو إلى تحسُّن حالته الدنيوية؟ أم أنه يرى ماذا خسر أو أنجز دينيا وروحانيا؟ وإذا كان يريد أن ينظر من منظور ديني وروحاني فما مستوى رؤيته لكي يعرف ماذا خسر وماذا نال؟

نحن الأحمديون محظوظون بأن الله تعالىٰ وفقنا للايمان بالمسيح الموعود والمهدي المعهود عليه السلام الذي قدّم بين أيدينا روح تعاليم الله تعالى ورسوله وخلاصتَها، وقال لنا لو وضعتم هذا المستوى أمامكم لعرفتم ما إذا كنتم حقّقتم الهدف من حياتكم أو سعيتم لذلك أم لا؟ فإذا وضعتم هذا المستوى أمامكم لأصبحتم مؤمنين حقيقيين، وهذه هي الشروط التي لو التزمتم بها لتمكّنْتم من فحص صحيح لايمانكم. قد أخذ عليه السلام عهد البيعة من كل أحمدي، وفي هذا العهد قدّم لنا شروط البيعة وأعطانا خطة العمل وتوقع من كل أحمدي أن يعمل بهذه الخطة ويحاسب نفسه كل يوم وكل أسبوع وكل شهر، فنحن في الليلة الأخيرة من العام لو استقبلنا العام الجديد بمحاسبة أنفسنا وبالدعاء لكنا من الذين يحسّنون عاقبتهم، ولو بدأنا عامنا الجديد بالتهاني الظاهرية فقط أو بالأمور الدنيوية لكنّا من الذين خسروا كثيرا ولم ينالوا شيئا أو نالوا شيئا قليلا جدا. فلو بقيت فينا هذه التقصيرات ولم يُريحنا استعراضها فعلينا أن ندعو الله تعالى ألا يكون عامُنا القادم مع هذا التقصير الروحاني بل تكون كل خطوة لنا من أجل نيل رضى الله تعالى وأن نكون عاملين بأسوة النبي ﷺ كل يوم، وتذهب بنا جميعُ أيامنا ولياليناإلى الايفاء بعهد بيعة المسيح الموعود عليه السلام.

هذا العهد يعرض علينا سؤالا: هل وَفَيْنا بعهد قطعناه بعدم الاشراك بالله؟ ليس المراد من الشرك هنا هو عبادة الأوثان والشمس والقمر بل المراد منه بحسب قول النبي ﷺ هو شرك الرياء في الأعمال، وانجراف المرء وراء أهوائه الخفية. فيجب أن نتساءل: هل كانت صلواتنا وصيامنا وتضحياتنا المالية وأعمالنا لخدمة الخلق والتضحية بأوقاتنا لخدمة الجماعة لا راءة الناس أو لا رضاء الآخرين من دون الله أم لا؟ أو هل وقفت أهواؤنا الكامنة في قلوبنا مقابل الله تعالى؟ يقول المسيح الموعود عليه السلام: "ليس المراد من التوحيد أن يقول المرء "لا إله إلا الله" باللسان فقط وتقبع في قلبه ألف وثن. بل الذي يعظّم عمله وكيده ومكره كتعظيم الله أو يتوكل على إنسان كما يجب التوكل على الله أو يعظّم نفسه كتعظيم الله فهو عابد الأصنام في جميع هذه الحالات." فعلينا أن نحاسب أنفسنا بحسب هذا المحك.

ثم هناك سؤال آخر يفرض نفسه وهو: هل مضى عامنا المنصرم بريئا تماما من الكذب والزور وهل تمسكنا خلاله بأهداب الصدق والحق. وهل واجهنا موقفا حين كان من شأن الالتزام بالحق والصدق أن يعرضنا للخسارة ومع ذلك لم نتخلّ عن الصدق؟ لقد بيّن المسيح الموعود عليه السلام معيارا لهذا الاختبار أنه ما لم يتخل المرء من الأهواء النفسانية التي تحول دون قوله الصدق لا يمكنه أن يُعَدّ صادقا بالمعنى الحقيقي. فقال إن أهم موقف لقول الصدق هو حين كانت حياتنا أو أموالنا أو شرفنا مهددا بالخطر.

ثم السؤال هو: هل أبعدنا أنفسنا من الأشياء التي من شأنها أن تخلق في القلب أفكارا سيئة. ويدخل في هذه الأشياء الانترنيت والتلفاز في الزمن الراهن إذا تُبثّ بواسطتهما برامج تفسد الأفكار. فإن كنا نشاهد بواسطة تلك الوسائل أفلاما خلاعية وبرامج سيئة أخرى فهذا يعني أننا قد تنحينا عن عهد البيعة، وإن حالتنا تبعث على القلق لأن هذه الأمور تقود إلى نوع من الزنا.

ثم السؤال هو: هل سعينا أو نسعى بكل ما في وسعنا لانقاذ أنفسنا من سوء النظر؟ إن حكم الامتناع عن سوء النظر موجّه إلى الرجال والنساء على حد سواء لأن الأنظار الحرة قد تؤدي إلى الأخطار لذا فقد أمر الله بغض البصر. ثم يجب أن نتساءل: هل اجتنبنا كل نوع من الفسق والفجور أثناء السنة المنصرمة؟ فقد قال النبي ﷺ:

سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ. عندما يندلع الشجار والخصام بين الفريقين يستخدم المرء أحيانا بحق غيره كلمات قاسية ونابية، ولكن إذا فعل ذلك مؤمن بحق مؤمن آخر فقد ارتكب الفسوق بل إذا فعل ذلك بحق غير المسلم أيضا كان فسوقا كذلك. ثم يقول النبي ﷺ ما مفاده: التجار فجار. قيل: التجارة حلال. فقال ﷺ: بعضهم يكذبون عند عقدهم الصفقة ويرفعون الأسعار بأحلاف كاذبة. كذلك قال ﷺ بأن الذين لا يشكرون ولا يصبرون هم أيضا فاسقون. فهذا هو معنى اجتناب الفسق. ثم يجب أن نسأل أنفسنا: هل اجتنبنا كل أنواع من الظلم، وقد قال النبي ﷺ: من غصب شبرا من الأرض بغير حقه أو أخذ حصاة غصبا فقد ظلم. هذا هو المحك الذي يجب أن نختبر أنفسنا من خلاله. ثم يجب أن نتساءل هل نزّهنا أنفسنا من الخيانة، وقد قال النبي ﷺ: لَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ. فهذا هو المحك للاختبار. ثم يجب أن نتساءل: هل بذلنا جُهدنا لاجتناب كل نوع من أنواع الفساد؟ وقد قال النبي ﷺ: إن شر الناس هم الذين يعيثون الفساد. هؤلاء المفسدون يعيثون الفساد بالوشاية والغيبة إذ ينقلون كلام الناس إلى الآخرين غيبةً وبنيّة الفساد، والذين يسعون ليورّطوا المطيعين - الذين يطيعون نظام الجماعة في كل شيء - في أعمال الفساد أو الذنوب هم مفسدون.

فهذا هو المعيار للاختبار، وهذا هو المراد من الفساد واجتنابه. ثم يبرز للعيان سؤال: هل نجتنب جميع أنواع التمرد والبغي؟ وهل تتغلب علينا الثوائر النفسانية عندما تهيج. إن اجتناب الثوائر النفسانية جهاد كبير في الزمن الراهن الذي تنشر فيه الاباحية في كل مكان. ثم يجب أن نسأل أنفسنا هل نلتزم بالصلوات الخمس أم لا؟ أي هل صلينا خمس صلوات بانتظام على مدار السنة المنصرمة أم لا؟ وقد أكد الله تعالى على الصلاة في عدة آيات في القرآن الكريم، بل أمر بالالتزام بها أمرا مؤكدا. وقد قال النبي ﷺ أن ترك الصلاة يجرّ المرء إلى الشرك والكفر. ثم يجب أن نسأل أنفسنا: هل ظللنا ملتزمين بصلاة التهجد؟ وقد أمر النبي ﷺ بالالتزام بها وأدائها بانتظام. فهذا هو طريق الصالحين. فقال ﷺ بأنها وسيلة التقرب إلى الله وأنها تنهى عن الذنوب والسيئات وتُنقذ من الأسقام الجسدية أيضا.

ثم يجب أن نسأل أنفسنا: هل بذلنا قصارى جهودنا للالتزام بالصلاة على النبي ﷺ لأن ذلك من أوامر الله تعالى المهمة ووسيلة لإجابة أدعية المؤمنين. يقول النبي ﷺ بأنه إذا دعا المرء بغير الصلاة عليه بقي دعاؤه معلقا بين السماء والأرض، فإن لم تصلوا واستمررتم بالدعاء لن ترتفع أدعيتكم من الأرض ولن تصل إلى السماء بل ستبقى معلقة لكونها محرومة من الأسلوب الذي بيّنه الله تعالى. فمن الضروري لوصول الأدعية إلى السماء أن تكون مصحوبة بالصلاة على النبي ﷺ. كذلك يجب أن نتساءل: هل واظبنا على الاستغفار، وقد قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ لَزِمَ الاسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللهُ لَهُ مِنْ كُلِّ ضِيقٍ مَخْرَجًا وَمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لا يَحْتَسِبُ. ثم هناك سؤال آخر يجب طرحه وهو: هل ظللنا متوجهين إلى حمد الله تعالى وقد قال النبي ﷺ: كُلُّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ لَا يُبْدَأُ فِيهِ بِالْحَمْدِ أَقْطَعُ. ويكون محروما من البركة والتأثير. ثم يجب أن نسأل: هل اجتنبنا إيذاء أقاربنا وغيرهم جميعا، وهل امتنعتْ أيدينا ولساننا عن إيذاء الآخرين. هل عامَلْنا الناس بالصفح والعفو؟ هل كان التواضع مَزِيَّتنا البارزة؟ هل بقينا على علاقة الإخلاص والوفاء مع الله تعالى في حالة الفرح والترح دائما ولم نَشْكُ منه على أنه لم يُجب أدعيتنا أو لماذا ابتُلينا بمصيبة ما؟ وإذا نشأ هذا النوع من الشكوى فلا يمكن أن يكون صاحبه مؤمنا. ثم يجب أن نتساءل: هل بذلنا قصارى جهودنا لاجتناب التقاليد والبدعات والأهواء النفسانية كليا؟ فقد قال النبي ﷺ ما مفاده: عليكم أن تجتنبوا التقاليد والبدعات لأنها تقودكم إلى الضلال. ثم السؤال هو: هل بذلنا ما في وسعنا للعمل بأوامر القرآن الكريم وأوامر رسول اللّٰه ﷺ وتعليماته كلها؟ ثم هناك سؤال: هل تخلينا عن الكبر والنخوة كليا، أو سعينا للتخلي عنهما؟ لأن أكبر مصيبة بعد الشرك هو الاستكبار والنخوة. وقد قال النبي ﷺ لن يدخل الجنة متكبر. والمراد من الاستكبار هو أن ينكر المرءُ الحقَّ ويستهين بالناس ويحقِّرهم ويسيء معاملتهم. ثم السؤال هو:

هل حاولنا أن نضرب أمثلة عليا في حسن الخُلق؟ وهل سعينا للالتزام بالحِلم والمسكنة؟ فإن مكانة المساكين عند النبي عالية جدا الدرجة كان ﷺ يدعو الله تعالى: اللّٰهمَّ أَحْيِنِي مِسْكِينًا وَأَمِتْنِي مِسْكِينًا وَاحْشُرْنِي فِي زُمْرَةِ الْمَسَاكِينِ. هل كان كل يوم يزيدنا رسوخا في الدين ويرسخ عظمته وشوكته في قلوبنا؟ ويجب أن نتساءل: ألم يكن عهدنا بتقديم الدين على الدنيا الذي ردّدناه على مدار السنة عهدا فارغا فحسب؟ ثم يجب أن نسأل أنفسنا: هل حاولنا أن نزداد حبا للإسلام إلى درجة أن فضّلناه على أموالنا وكرامتنا وحسبناه أعزّ علينا وأحبّ لنا من أولادنا أيضا؟ فقد قال النبي ﷺ بأن الله تعالى بعثني بالاسلام، والمراد من الاسلام هو أن تسلِّموا أنفسكم الله كليا وتخلّوا عن الآلهة الأخرى كلها، وأقيموا الصلاة وآتوا الزكاة. ثم يجب أن نسأل أنفسنا: هل بذلنا جهدا في التقدم في مواساة الخلق؟ ثم السؤال هو: هل سعينا لنفيد خَلق الله تعالى بكل ما أُعطينا من القوى والمواهب؟ فقد قال النبي ﷺ: الخلق عيال الله وأحبكم إلى الله أحسنكم إلى عياله وأكثركم قضاء لحاجاتهم. ثم السؤال هو: هل نصحنا أولادنا أن نكون مثالا أعلى في طاعة المسيح الموعود عليه السلام ونضرب أمثلة عليا بأنفسنا في طاعته ونزداد طاعة له يوما إثر يوم. ثم يجب أن نسأل أنفسنا هل تقدمنا في الطاعة لدرجة حتى لا تكون للعلاقات الدنيوية كلها أدنى أهمية أمامها؟ ثم يفرض نفسَه سؤال: هل استمررنا في الدعاء ليوفقنا الله تعالى للثبوت والتقدم المستمر في طاعة الخلافة الأحمدية؟ وهل ظللنا ننصح ونوجه أولادنا على مدار السنة ليكونوا على علاقة الحب والاخلاص مع الخليفة ودعونا أيضا أن يوفق الله أولادنا للانتباه إلى هذا الأمر. ثم هناك سؤال آخر وهو: هل دعونا للخليفة والجماعة بانتظام؟ إذا كانت هذه السنة قد مضت في حال يكون جوابنا لأكثر هذه الأسئلة بنعم فقد كسبنا كثيرا رغم وجود بعض الثغرات ونقاط الضعف. أما إذا كان جواب معظم الأسئلة التي أثرتُها بـ"لا" أو سلبيا فالوضع مُقلق. وعلينا أن نمعن النظر في حالاتنا ونراجع أوضاعنا. ويمكن تدارُك ذلك بالدعاء في هاتين الليلتين أي هذه الليلة وليلة الغد الأخيرة من هذا العام، بحيث أن نصمم بكل عزم ونعقد عهدا وندعو في مستهل السنة بصفة خاصة أن يعفو الله تعالى عن تقصيراتنا ويوفقنا للكسب أكثر فأكثر في السنة الجديدة، ولا يجعلنا من الخاسرين بل نكون من المؤمنين الذين يبقَون مستعدين كل حين وآن للتضحية بكل مالهم من أجل الفوز بمرضاة الله تعالى.

أقدم لكم مقتبسا من كلام المسيح الموعود عليه السلام الذي نصح فيه أبناءَ جماعته ونشَره في صورة إعلان، فقد قال عليه السلام: "يجب على أفراد جماعتي الموجودين هنا أو الذين يسكنون في أماكنهم أن يصغوا إلى وصيتي هذه جيدا؛ أنّ الهدف من انضمامهم إلى هذه الجماعة وتعهدهم معي بالولاء والطاعة هو أن يبلغوا أعلى مستوى في الأخلاق الحسنة والسعادة والتقوى، وألا يقربوا الفساد والشر، وسوء الخُلق في تصرفاتهم. وعليهم أن يؤدوا الصلوات الخمس جماعةً؛ ولا يتفوّهوا بكلمة كذب، ولا يؤذوا أحدًا بلسانهم. عليهم ألا يرتكبوا رذيلة، ولا يخطرنّ ببالهم أي شر وظلم وفساد وفتنة. باختصار عليهم أن يجتنبوا كلّ شكل من أشكال المعاصي والجرائم ومن كل ما نهينا عنه من الأفعال والأقوال وجميع أهواء النفس والتصرفات غير اللائقة. وعليهم أن يكونوا عباد الله عزّ وجلّ، طاهري القلوب، عديمي الضرر ومساكين. وعليهم ألا يسمحوا الأيّة بذرة سامّة أن تنموَ في نفوسهم. يجب أن يكون التعاطف مع الجنس البشري هدفهم الأول، (بحيث ينبغي أن لا يواسي المؤمن مؤمنا فقط، بل يجب أن يكون مبدؤهم مواساة البشر كلهم) وأن يخشوا الله عزّ وجلّ. يجب أن يحفظوا ألْسِنَتَهم وأيديهم وأفكارهم من كلّ نوع من الرجس، وطرق الفساد والتمرد كلِّها والخيانة..."

(مقتبس من خطبة الجمعة لسيدنا أمير المؤمنين أيده الله تعالى بنصره العزيز، الخليفة الخامس للمسيح الموعود عليه السلام في 2016/12/30)

خصوصی دعاؤں کی تحریک

امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے ایک رؤیا کی روشنی میں احباب جماعت کو خصوصی دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا: اگر احباب جماعت مندرجہ ذیل دعاؤں کا ورد کریں گے تو ایک محفوظ قلعے میں محفوظ ہو جائیں گے جہاں شیطان کبھی داخل نہیں ہو سکتا۔ اس قلعے کی دیواریں لوہے کی ہیں اور آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں۔ پس کوئی سوراخ ایسا نہیں رہے گا جہاں سے شیطان حملہ کر سکے۔

نمبر 1 : سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ

ہر بڑا فرد جماعت 200 دفعہ روزانہ پڑھے

15 سے 25 سال کے ممبران جماعت (کم از کم) 100 دفعہ روزانہ پڑھیں

بچے (کم از کم) 33 دفعہ روزانہ پڑھیں

چھوٹی عمر کے بچے تین، چار دفعہ روزانہ (والدین پڑھائیں)

نمبر 2: استغفار (اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ)

100 دفعہ روزانہ

حضور انور نے فرمایا: اسی طرح میں یہ بھی شامل کرتا ہوں

نمبر 3: رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ

100 دفعہ روزانہ

حضور انور ایدہ اللہ نے مزید فرمایا: ان دنوں میں جبکہ شیطان ہر حیلے سے بحیثیت جماعت بھی اور مجموعی طور پر ہمارے پر حملے کرنے کی کوشش کر رہا ہے، عمومی طور پر دنیا میں بھی اس سے بچنے کے لیے ایک ہی ذریعہ ہے کہ خاص طور پر دعاؤں پر زور دیں اور صرف جلسے کے دنوں میں نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے یہ درود شریف اور ذکر الٰہی، یہ ورد اپنی زندگیوں کا حصہ بنا لیں اور اس پر ہر ایک کو، بچے کو، بڑے کو، عورت کو، مرد کو، سب کو توجہ دینی چاہیے۔

(خطبہ جمعہ 23 اگست 2024)